۴۔ مسلم شریف میں حضرت عامر بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف کے بارے میں ارشاد فرمایا:

لا تخبط فیها شجرة الا لعلف۔ (مشکوٰۃ ۔ ۲۳۹، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

کہ مدینہ شریف میں کوئی درخت نہ کاٹا جائے مگر چارے کے لئے۔

اگر مدینہ شریف حرم مکہ شریف جیسا حرم ہوتا تو کسی حال میں بھی اس کا درخت کاٹنا جائز نہ ہوتا۔ خواہ چارے کے لئے ہو خواہ اس کے علاوہ ہو۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف کی جو حرمت بیان کی ہے وہ تعظیم و تکریم کے لحاظ سے ہے نہ کہ حرم کے باقی احکام کے لحاظ ہے۔ چنانچہ احناف جو کہتے ہیں **لا حرم للمدینة عندنا**۔ یہ حدیث شریف کے منافی نہیں ہے، اس لئے کہ حدیث شریف میں جس لحاظ سے مدینہ شریف کو حرم قرار دیا گیا ہے۔ **لا حرم للمدینة عندنا** میں اس لحاظ سے مدینہ شریف کے حرم ہونے کی نفی نہیں کی گئی۔ بلکہ تعظیم و تکریم کے لحاظ سے احناف بھی مدینہ شریف کو حرم مانتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری اور حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی یہی مذہب ہے تورپشتی کا کہنا ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بہت کم لوگ مدینہ شریف میں شکار کو حرام سمجھتے ہیں اور جمہور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ شریف کے پرندوں کے شکار پر انکار نہیں کرتے تھے۔

س (۲) ☜ نکاحِ شغار کیا ہوتا ہے؟ اور کیا یہ نکاح جائز ہے؟

ہدایہ میں ہے کہ نکاحِ شغار جائز ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

۱۔ **لا شغار فی الاسلام۔**

۲۔ **نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الشغار**

ج □ جواب سے پہلے تمہیداً شغار کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ سمجھنا چاہئے، لغوی طور پر شغار مبادلہ اور خالی ہونے کو کہا جاتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے **بلدة شاغرة** یعنی خالی شہر۔

(دستور العلماء ۲/۲۱۹)

اصطلاحی طور پر شغار ایک نکاح کا نام ہے جو کہ عہد جاہلیت میں پایا جاتا تھا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ تم اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح میرے ساتھ کرو میں اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح تمہارے ساتھ کروں گا، اس شرط پر کہ ان میں سے ہر ایک کا مہر دوسرے کی بُضَع (شرمگاہ) ہے۔(صحاح: ۲/۷۰۰) چونکہ ایسے نکاح کو مہر سے خالی کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے اس نکاح کو نکاح شغار کہتے ہیں۔

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس چیز کی حدیث شریف میں نفی کی گئی ہے اور جس سے منع کیا گیا ہے احناف اسے ثابت نہیں کرتے اور جسے احناف ثابت کرتے ہیں اس کی حدیث شریف میں نفی نہیں ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نکاح فاسد شروط سے باطل نہیں ہوتا، اور مہر نکاح میں شرط ہے۔ اس کے فساد سے نکاح فاسد نہیں ہوتا۔ جیسے اگر کوئی نکاح کرتا ہے اور حق مہر میں وہ مال رکھتا ہے جو مسلمان کے لئے مال متقوم (۱) نہیں ہے مثلاً خون۔ تو اس صورت میں نکاح کی شرط فاسد ہے مگر نکاح بالاتفاق صحیح ہے۔ یہ تو تھا کہ مہر مال غیر متقوم (۲) کو بنایا گیا ہے بلکہ نکاح تو تب بھی فاسد نہیں ہوتا جب سرے سے مہر معین ہی نہ کیا جائے اور ان صورتوں میں مہر مثلی لازم آتا ہے۔ ایسے ہی نکاح شغار میں ایک ایسی چیز کو مہر بنایا گیا جو مہر بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی، جیسا کہ خون تو نکاح ہو جائے گا اور مہر مثلی لازم آئے گا۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ حدیث شریف میں جس کی نفی ہے وہ شغار ہے اور یہ بات شغار کے مفہوم میں داخل ہے کہ وہ حقیقی مہر سے خالی ہوتا ہے اور بضع (۳) کو ہی حق مہر بنایا جاتا ہے۔ احناف اس صورتِ مسئلہ کے سرے سے قائل ہی نہیں ہیں۔ ہمارے نزدیک نہ یہ ہے کہ حق مہر سے خلو ہو اور نہ ہی یہ کہ بضع کو مہر بنایا جائے۔ بلکہ ہم تو اس صورت میں مہر مثلی واجب کر کے، نکاح کو مہر سے خالی رہنے دیتے ہیں اور بضع کو مہر نہیں بناتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں جس کی نفی ہے ہم نے اس کا اثبات نہیں کیا۔ بلکہ ہم نے

۱۔ مال متقوم ایسے مال کو کہتے ہیں جس کی قیمت وصول کرنا جائز ہو۔

۲۔ مال غیر متقوم وہ ہے جس کی قیمت وصول کرنا ناجائز ہو۔

۳۔ بُضع، سامان کو کہتے ہیں یہاں مراد عورت کا جسم (شرمگاہ) ہے۔